”دِینی مدارِس“......اِسلام اور پاکستان کے تحفظ کی ضمانت

”رجب ۱۴۲۶ھ میں ختم صحیح بخاری شریف کے موقع پر سامعین سے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے رئیس وشیخ الحدیث ،صدر وفاق المدارس العربیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزّاق اِسکندر صاحب دامت برکاتہم نے ایک اہم خطاب فرمایا،جس میں علماء وطلبہ اور حکمرانوں کے لیے بھی نصیحت کا سامان ہے جس کا خلاصہ اِفادۂ عام کی غرض سے ہدیۂ قارئین ہے۔“

اَلحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علی سیّد الانبیاء والمرسلین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعھم باحسان الٰی یوم الدین، اما بعد!

نیک اولاد اور طلباءِ دین......ایک صدقہ جاریہ:

اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال ضائع نہیں ہوتے ،جیسا کہ حدیث میں آپ نے پڑھا ہے کہ انسان دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس کے اعمال بھی ختم ہو جاتے ہیں ،سوائے تین اعمال کے،ان میں ایک یہ بھی ہے کہ ”**ولد صالح یدعو لہ**“،یعنی نیک صالح بیٹا جو اپنے والدین کے لیے دعا کرے،اس کے نیک صالح بیٹے کی دعا اور اس کے نیک اعمال کا اجر برابر ان کے مرحوم والدین کو پہنچتا رہتا ہے،تو وہ طلباء جن کے والدین یا ان میں سے ایک زندہ ہیں ،آج ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور ان کے لیے خوشی کا دن ہے اور جو طلباء اس نعمت سے محروم ہو چکے ہیں ،اللہ کی ذات سے امید ہے کہ ان کے والدین کی روحیں آج خوش ہو رہی ہوں گی کہ میرے بیٹے نے آج علم کا ایک مرحلہ پورا کرلیا ہے۔

جس طرح فارغ التحصیل طلباء کے والدین آج خوشی محسوس کررہے ہیں ،اسی طرح آج آپ کے اساتذہ کی بھی آنکھیں ٹھنڈی ہورہی ہیں ،ان کی محنت آج ان کے سامنے آرہی ہے،اتنا عرصہ آپ کے اساتذہ نے محنت کی ،آج وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں کہ آپ آخری حدیث کا درس لے رہے ہیں ۔

جس طرح یہ طلباء اپنے والدین کے لیے صدقہ جاریہ ہیں، اسی طرح میں اپنے ان بھائیوں سے کہنا چاہتا ہوں جنہوں نے علماء سے اپنا تعلق جوڑا ہوا ہے، جنہوں نے ان مدارس کی (جو آج دشمنوں کی آنکھوں کا کانٹا بنے ہوئے ہیں) خدمت کی، یہ طلباء آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ ہیں۔

یہ احادیث اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین محض زبان سے کہنے کے نہیں ہوتے، بلکہ وحی کے ذریعہ اللہ پاک اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سکھایا کہ زندگی کس طرح گزارنی ہے۔

ہمارے بزرگ اور اساتذہ فارغ ہونے والے طلباء سے فرمایا کرتے ہیں کہ آج تک تمہاری حیثیت اس بچہ کی تھی جو چلنا سیکھتا ہے، اس کا باپ یا کوئی بڑا اس کی انگلی پکڑ کر اس کو چلاتا ہے، کیوں کہ بچے کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے...... ابھی تک آپ بچے تھے، آپ کو ان کتابوں کے سمجھنے کے لیے، دین کو سمجھنے کے لیے استاذ کی ضرورت تھی، اب آپ اس مرحلہ تک پہنچ چکے ہیں کہ اب آپ کو استاذ کے بغیر خود چلنا ہے، اب آپ کو خود مطالعہ کرنا ہے، ان کتابوں کے ساتھ ایسا تعلق جوڑیے کہ بس آپ اور کتاب لازم وملزوم ہوں، کتاب آپ کا اوڑھنا بچھونا ہو، مطالعہ آپ کا اوڑھنا بچھونا ہو، تو ان شاء اللہ پھر آپ دیکھیں گے کہ اللہ کی طرف سے آپ کے فہم اور تفقہ کے کتنے دروازے کھلتے ہیں...... جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا.“(۱)

ترجمہ: ”اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سمجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں۔“

علم دوست کے لیے کامیابی کا وعدہ:

اسی طرح میں اپنے ان بزرگوں اور مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کروں گا جن کا تعلق ان مدارس سے ہے، چاہے وہ تعاون کی صورت میں ہو، چاہے وہ محبت کی شکل میں ہو، آپ سب شکریہ کے مستحق اور قابل مبارک ہیں، کیوں کہ آپ سب وہ کام کر رہے ہیں جس کا حکم خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے، حدیث آپ نے سنی ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ليس منامن لم يرحم صغيرنا ولم يوقر كبيرنا و من لم يعرف لعالمنا حقه.“(۲)

ترجمہ: ”جو شخص چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، بڑوں کی قدر نہیں کرتا، ہمارے علماء کی قدر نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

ایک اور روایت میں فرمایا:

''کن عالما أو متعلما أو محبا أو متبعا و لا تکن الخامس فتھلک.''(۳)

ترجمہ: ''عالم بنو، یا علماء سے سیکھنے والے بنو، یا ان دونوں سے محبت کرنے والے بنو، یا ان کی اتباع کرنے والے بنو پانچویں قسم نہ بننا، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔''

یا تو انسان خود عالم ہو یا علم حاصل کرے اور اگر علم حاصل کرنے کا موقع نہیں ہے تو بھائی ان سے محبت کرو، یہ کامیابی کا راستہ ہے۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ دین کے معاملے میں قدم قدم پر ہم علماء کے محتاج ہیں یا نہیں؟ جس طرح قدم قدم پر ہم ڈاکٹر اور دوسرے پیشوں سے منسلک حضرات کے محتاج ہیں، اسی طرح دین کے معاملے میں ہم علماء کے بھی محتاج ہیں، کوئی آج کہہ سکتا ہے کہ ہمیں ڈاکٹروں کی ضرورت نہیں؟ ایسا کہنے والا انسان برے طریقے سے مرے گا، اس لیے کہ بیماریاں تو انسان کو لگی رہتی ہیں۔

علماء امت کا احسانِ عظیم:

ہمارے علماء اِتنا بڑا کام کر رہے ہیں، ہم حکومت سے ایک پیسہ نہیں لیتے، سارا کام اللہ پاک اَپنے نیک بندوں کے ذریعے چلا رہا ہے مگر اِس کے باوجود دِین دُشمن ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، حقارت کی نظر سے ان علماء کو دیکھتے ہیں اور ان کو برا بھلا کہا جاتا ہے، گالیاں دِی جاتی ہیں اور غلط پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ مجھے تو حیرانی ہوتی ہے کہ بجائے اس کے کہ یہ لوگ ان علماء کا شکریہ اَدا کریں کہ جو کام تمہیں کرنا چاہیے تھا، مفت میں وہ کام یہ علماء کر رہے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک فرمان جاری کیا تھا کہ:

''اے علماء اور محدثین! اس علم کو پڑھاؤ، ایسا نہ ہو کہ پڑھنا پڑھانا ختم ہو جائے اور یہ علم دین ضائع ہو جائے۔''

ایک تو مسلمانوں کے وہ خلیفہ تھے جن کو اس علم کی فکر تھی کہ اس علم کو پڑھاؤ اور ایک آج ہمارے حکمران ہیں، ان کو یہ فکر لگی ہوئی ہے کہ ان مدارس کو بند کرو، بند نہیں کر سکتے تو خراب کر دو، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

دینی مدارس اور دنیوی کالجوں میں فرق:

میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ کسی یونی ورسٹی، کسی کالج یا کسی اسکول کے فنکشن میں چلے جائیں، آپ اس فنکشن کا منظر دیکھیں اور آج اس منظر کو بھی دیکھیں، اللہ کے دین پڑھنے والوں کے چہروں کو دیکھیں کہ جن کے چہروں پر نور برس رہا ہے، ان کو دیکھیں جو شب و روز محنت کرتے ہیں، جن کے پاس کھیل کا وقت نہیں ہے، جن کے پاس تفریح کا وقت نہیں ہے، آپ رات گیارہ بجے آئیں، ان کو محنت کرتا ہوا دیکھیں گے، یہ وہ ہیں جو رات کو اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر گڑگڑاتے ہیں، روتے ہیں، یہ وہ ہیں جو اپنے استاذوں کی

جوتیاں اٹھانا اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں، اِن کا مقابلہ آپ اُن سے کرتے ہیں جو اپنے استاذوں کو قتل کرتے ہیں، ان کو زخمی کرتے ہیں، کس قدر لائق افسوس ہے۔

ہمارے ہاں محبت کی تعلیم دی جاتی ہے—''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ'' کا نمونہ آپ کو یہاں نظر آئے گا، جا کر دیکھیں—ایک ہی کمرے میں مختلف صوبوں کے، مختلف زبانوں کے طلباء رہتے ہیں اور شیر وشکر ہوکر رہتے ہیں، ہمارے ہاں کوئی پارٹی بازی نہیں ہے، کسی زبان کی، کسی صوبائیت کی تفریق نہیں۔

ہمیں الزام دیا جاتا ہے کہ مدارس میں ہم تعصب کا سبق دیتے ہیں، نہیں! تعصب تمہارے ہاں ہے، تمہارے کالجوں کے اندر مختلف لسانی تنظیمیں ہیں، صوبائی تنظیمیں ہیں، آئے دن جھگڑے، لڑائیاں ہوتی ہیں اور میتیں اٹھتی ہیں، تمہیں یہ سب کچھ نظر نہیں آتا، الٹا ہمیں کہتے ہو کہ ہم تعصب کا سبق دیتے ہیں، یہاں تو اخوتِ اِسلامی کی تعلیم دی جاتی ہے کہ دوسری اقوام کے ساتھ ہمیں رواداری، محبت اور ایمان واکرام کے ساتھ رہنا ہے۔ میں ایک مثال دیا کرتا ہوں، سورۃ البقرۃ کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ.''(۴)

ترجمہ: ''مان لیا رسول نے جو کچھ اُترا اُس پر اُس کے رَب کی طرف سے اور مسلمانوں نے بھی، سب نے مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو، کہتے ہیں کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اس کے پیغمبروں میں سے۔''

دینِ اسلام اور ادیانِ سابقہ میں تعصب پسند کون؟:

یہ مدارس تعلیم دیتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر پیغمبر پر ایمان لانا ضروری ہے، ایک پیغمبر کا انکار سب پیغمبروں کا انکار ہے، اور نہ صرف یہ کہ ان انبیاء پر ایمان، بلکہ احترام اور محبت کا حکم ہے، ہم تمام انبیاء علیہم السلام سے محبت کرتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں دوسرے مذاہب والے ایک پیغمبر پر اِیمان لاتے ہیں، باقی سب کا انکار کرتے ہیں اور صرف انکار نہیں، بلکہ ان کی بے ادبی اور گستاخی بھی کرتے ہیں۔

ان مدارس کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ تعصب کا درس دیتے ہیں، یہ فرقہ واریت کا درس دیتے ہیں، کہاں کا انصاف ہے؟ فرقہ واریت تو تمہارے ہاں ہے کہ یہ فلاں زبان کا ہے، یہ فلاں صوبہ کا ہے اور اس پر لڑائیاں ہوتی ہیں، کبھی تم نے سنا کہ یہاں بھی لڑائیاں ہوتی ہیں؟ ہمارے یہ بچے اپنے اساتذہ کی

جوتیاں اٹھانے کو فخر سمجھتے ہیں، کیا تمہارے ہاں بھی ایسا ہو رہا ہے، ذرا مقابلہ کرو۔ میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ ان کا مقابل لاؤ! اللہ کے بندو! تمہیں تو ان علماء کا شکریہ ادا کرنا چاہیے، جو کام تمہیں کرنا چاہیے تھا، وہ یہ کر رہے ہیں اور اپنی طرف سے جو سہولتیں ہو سکتی تھیں، وہ انہیں دیتے، بجائے شکر ادا کرنے کے تم دوسروں کے آلہ کار بن کر ان کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کر رہے ہو۔

مدارس اور اہل علم کے خلاف پروپیگنڈے اور سازشیں:

مدارس کے بارے میں ایک بڑا پروپیگنڈا یہ کیا جاتا ہے کہ یہاں دہشت گردی ہو رہی ہے، آج تک یہ ظالم دہشت گردی کی تعریف تک نہیں کر سکے کہ دہشت گردی ہے کیا؟ لیکن ایک ہوّا کھڑا کر دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہودی اور عیسائی دینِ اسلام کے دشمن ہیں، دین کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور مدارس کے خلاف اس لیے پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ یہ مدارس ہدایت کے سرچشمے ہیں، یہاں سے ہدایت پھیلتی ہے، یہاں سے روشنی پھیلتی ہے، اگر یہ مدارس نہ ہوں تو یہاں سے دین ختم ہو جائے گا، مسلمان ختم ہو جائیں گے، دین کی بقا مدارس سے ہے اور مدارس سے علماء پیدا ہوتے ہیں، اور ان علماء کے ذریعے قرآن وحدیث سے آگاہی ہوتی ہے، یہ دیکھو! میرے سامنے بخاری شریف رکھی ہوئی ہے، اگر میں اٹھ جاؤں تو کیا یہ خود بولے گی؟ اگر قرآنِ کریم کو اپنے سامنے رکھ لو تو کیا وہ خود بولے گا؟ تلاوت کرے گا؟ نہیں ہرگز نہیں! تو بھائی قرآنِ کریم پڑھنے کے لیے قرآن کا حافظ چاہیے، قرآنِ کریم بیان کرنے کے لیے قرآن کا عالم چاہیے، قرآن کو سمجھنے کے لیے حدیث، تفسیر، فقہ کا عالم چاہیے، اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم بنا کر بھیجا، اسی وجہ سے ان ظالموں نے سازشیں کیں، ان کا بس چلتا تو یہ مدارس پر تالے لگا دیتے، وہ نہیں ہوا تو پھر علماء کے قتل کی سازش شروع ہو گئی، کتنے علماء قتل ہوئے اور خاص طور پر اس ادارے کے ایسے ایسے علماء شہید کیے گئے جن میں ایک ایک عالم ہزاروں پر بھاری تھا، ان کو تو اللہ نے اونچے درجے دیے ہیں اور ان ظالموں نے اُن کی دنیا خراب کی لیکن انہوں نے ان کی آخرت خراب کر دی۔

اسی طرح دوسری سازش یہ ہوئی کہ ان مدارس کے خلاف پروپیگنڈا کیا گیا کہ یہاں دہشت گردی ہوتی ہے، یہاں یہ ہوتا ہے، وہ ہوتا ہے، آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ دہشت گرد بیٹھے ہوئے ہیں، آپ بتائیں یہ قَالَ اللّٰہ وَقَالَ الرَّسُوْل پڑھنا پڑھانا دہشت گردی ہے اور یہ طلباء کیا دہشت گرد ہیں؟

پھر ایک سازش یہ ہوئی اور مسلسل ہو رہی ہے کہ تم ان مدارس کے نصابِ تعلیم میں تبدیلیاں کر دو، میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ غیر عالم کو کس نے حق دیا ہے کہ وہ آ کر علماء کو مشورہ دے کہ تم یہ بھی کر لو؟ یہ بھی کر لو؟ یہ تو

نبوت کا علم ہے، وحی کا علم ہے، اس کے لیے وہ علماء جو اس فن کو جانتے ہیں، وہی اس کا نصاب بنائیں گے اور وہ نصاب بنائیں گے جس کو مفید سمجھیں گے۔

مدرسے اس لیے قائم نہیں کیے گئے کہ ان میں اکاؤنٹینٹ اور انجنیئر تیار ہوں:

ہمارے ہاں مدارس کے نظام و نصابِ تعلیم کے لیے تنظیمیں قائم ہیں۔ ہمارے ہاں نصاب کے لیے ایک مستقل کمیٹی ہے جو اس نصاب میں اصلاح کرتی ہے، اس میں کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے، میں خود اس کا ممبر ہوں، تو آپ بتائیے ایک جاہل جس کو سورۃ فاتحہ صحیح پڑھنی نہیں آتی، وہ آ کر ہمیں کہتا ہے کہ یہ بڑھا دو، یہ بڑھا دو— میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ جا کر میڈیکل کالج میں وہاں کے پرنسپل سے کہو، پرنسپل صاحب! آپ اس کالج میں انجینئرنگ کے مضمون کیوں نہیں رکھتے؟ آپ لاء (قانون) کے مضمون کیوں نہیں رکھتے؟ آپ سائنس کے مضامین کیوں نہیں رکھتے؟ اگر وہ کوئی بڑی شخصیت ہے تو بڑے ادب سے کہے گا کہ حضرت! ہم نے یہ میڈیکل کالج اس لیے بنایا ہے کہ یہاں اچھے ڈاکٹر پیدا کریں اور اچھے ڈاکٹر پیدا کرنے کے لیے جو نصاب ہوگا، وہی ہم رکھیں گے، ہم نے یہ میڈیکل کالج اس لیے نہیں بنایا کہ ہم آپ کو سائنس دان دیں، علماء دیں یا انجینئر دیں— اور اگر کوئی عام آدمی جا کر پرنسپل کو کہے تو وہ کہے گا کہ اس کو پاگل خانہ لے جاؤ— اب تم بتاؤ، دین کے معاملے میں یہ ہمیں کہتے ہیں کہ اس میں سائنس بھی رکھو، اس میں فلاں بھی رکھو، فلاں بھی رکھو، بھائی! ہم نے تو یہ مدرسے اس لیے کھولے ہیں تاکہ ان میں علوم نبوی کے حامل علماء پیدا ہوں، اس لیے نہیں کہ یہاں سے اکاؤنٹینٹ یا انجینئر وغیرہ پیدا ہوں— پھر یہ کتنی جاہلانہ اور غلط مثال دی جاتی ہے کہ یہاں سے جو نکلے، اس کو بینکوں میں نوکری مل جائے (**نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ**) کتنی بے شرمی اور بے عقلی کی بات ہے، کیا کوئی طالب علم سولہ سال دینی تعلیم اس لیے پڑھتا ہے کہ وہ حرام کی نوکری جا کر کرے؟ پھر یہ علم ہی اس لیے تو حاصل نہیں کرتے کہ ہم نوکریاں کریں گے، علم حاصل کرنے والا تو اس لیے یہ علم حاصل کرتا ہے کہ وہ خود بھی عمل کرے اور دوسروں سے عمل کرائے اور امت کی رہنمائی کرے، یہ ہے اصل کام!۔ (باقی آئندہ)

حواشی وحوالہ جات

(۱)....العنکبوت: ۶۹ ......(۲)ترمذی ۸۸۲......(۳)بیهقی ۲۷۷......(٤)البقرہ: ۲۰۵ ......

☆☆☆